صدف آصف
ایمرجنسی عید
ناولٹ

"نانی جی۔ یہاں تھوڑا سنبھل کر وضو کیا کریں۔ ایسے پھسل نہ جائیں۔" حرمت کی کئی دفعہ کی گئی پیش گوئی کو خاطر میں نہ لانے کا انجام یہ ہوا کہ احمدی بیگم گرتے گرتے بچیں' شکر ہے کہ ایک ہاتھ سے دروازہ پکڑا ہوا تھا' ورنہ اس عمر میں کوئی ہڈی چٹخ جاتی تو بہت برا ہوتا۔

"توبہ۔۔۔ یہ۔۔۔ فہمیدہ کی لڑکی۔۔۔ اس کی زبان تو بڑی کالی ہے۔" احمدی بیگم نے پاؤں میں اٹھنے والی ٹیسوں پر جلبلا کر شکایت لگائی۔

"اماں۔۔۔ کیا بول رہی ہیں؟" ناصرہ نے ماں کو تھام کر بستر پر لٹاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔

"تو کوئی۔۔۔ میں نے کون سی غلط بات کی؟" احمدی بیگم نے کھی کھی کرتی حرمت کو گھورا۔۔۔ عفان نے اسے تنبیہہ کرنی چاہی' مگر وہ متوجہ ہی نہیں ہوئی۔

"نانی۔ جی۔۔۔ آپ کو پہلے بھی حرمت نے بتایا کہ سمی کے واش روم میں احتیاط سے جایا کریں۔ مگر آپ ہمیشہ بیسن میں پاؤں اٹھا کر دھوتی ہیں' اسی کا یہ انجام ہے۔" عفان نے نانی کے انگوٹھے کا مساج کرتے ہوئے دھیرے سے اس کی سائیڈ لی۔

"ہاں تو کیا ہو گیا۔۔۔ یہ ہے ہی کالی زبان کی۔۔۔ جو بات منہ سے نکالتی ہے' جھٹ سے پوری ہو جاتی ہے۔" احمدی بیگم نے ہاتھ نچا کر اسے مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"ایں۔۔۔ ایں۔۔۔" حرمت اپنی گلابی زبان نکال کر چیک کرنے لگی۔ عفان کی ہنسی نکل گئی تو حرمت کو برا لگا' اس نے بھنویں اچکا کر عفان کو وارن کیا۔

"نانی۔ اب دو دن آرام کرنا ہے۔" عفان نے دوا مل کر ایک پٹی باندھ دی۔

"تائی اماں۔۔۔ کل میرا ٹیسٹ ہے۔۔۔ مجھے پڑھنا ہے' میں جاؤں؟" حرمت نے احمدی بیگم کے الزامات سے بے زار ہو کر جلدی سے دودھ کا گلاس ان کے سرہانے رکھا اور باہر نکل گئی۔ احمدی بیگم نے ٹیڑھا منہ بنا کر اس کی نقل اتاری۔

"نانی۔ بھی۔۔۔ بچوں کی طرح حرمت سے لگی رہتی ہیں اور وہ میڈم بھی کسی سے کم نہیں۔" عفان کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اماں۔۔۔ دراصل یہاں آپ کے داماد نے نئے ٹائلز لگوائے ہیں' جس کی وجہ سے بہت پھسلن ہے' حرمت نے اسی لیے آپ کو کئی بار ہوشیار کیا' ورنہ اور کوئی بات نہیں۔" ناصرہ نے سہولت سے ماں کو سمجھانا چاہا' مگر انہوں نے ناراضی سے اپنا رخ موڑ لیا۔

"ممی۔۔۔ یہ گولی نانی کو کھلا دیجئے گا۔ شام تک درد ختم ہو جائے گا۔" عفان نے پہلے نانی کو بستر پر سیدھا لٹایا' پھر ماں کو ہدایت دی۔ پاؤں میں درد کی وجہ سے ان کا خود سے ہلنا جلنا مشکل ہو رہا تھا۔ عفان لنچ کے لیے آیا ہوا تھا' اسے آفس واپس جانا تھا' وہ ہاتھ ہلاتا باہر نکل گیا۔

"یہ شازیہ نگوڑی کہاں رہ گئی۔ اتنا خیال نہیں کہ دو گھڑی نانی کے پاس بیٹھ جائے۔ آج کل کے بچوں کا خون سفید ہو گیا ہے۔" احمدی بیگم جو پیر میں لگنے والی چوٹ کی وجہ سے خاصی زود رنج ہو رہی تھیں۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد منہ موڑے موڑے بولیں۔

"اماں۔۔۔ آپ آرام کریں میں۔۔۔ شازیہ کو بھیجتی ہوں۔" ناصرہ نے خالی گلاس اٹھایا اور ماں کو تسلی دے کر باہر نکل گئیں۔

✲ ✲ ✲
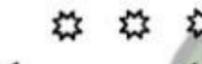
"حرمت۔۔۔ ایسا کرو۔۔۔ یہ سارے کپڑے۔۔۔ تم لے لو۔۔۔ اب گرمیاں شروع ہو گئی ہیں۔۔۔ مجھے تو لان کے نئے سوٹ بنوانے ہیں۔" شازیہ نے آدھی وارڈروب خالی کی اور شان بے نیازی سے کہا۔

"تھینک یو۔۔۔ آپی۔" حرمت نے بڑی دقتوں سے منہ کھولا۔ اتنے ڈھیر سارے اسٹائلش کپڑے تھام کر بھی اس کا دل خوش نہیں ہوا۔ پتا نہیں کیوں اسے عام لڑکیوں کی طرح کپڑے' زیور کا کریز نہ تھا۔ وہ سارا دھیان پڑھائی پر لگاتی تاکہ جلد از جلد اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔

"تمہیں۔۔۔ کتنی بار منع کیا ہے کہ مجھے آپی نہ بولا کرو۔۔۔ بھلا میں کہاں سے تمہاری آپی ہو گئی۔ ہم

دونوں میں بہت زیادہ فرق تھوڑی ہے۔ سیدھے سیدھے نام لے لیا کرو۔" شازیہ نے مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ وہ اپنی عمر کے حوالے سے بہت کانشس رہتی تھی۔

"نہ بابا۔۔۔ نہ۔۔۔ مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو گی۔ عفان بھائی مجھ سے چھ سال بڑے ہیں۔۔۔ تائی اماں بتاتی ہیں کہ آپ ان سے ایک سال چھوٹی ہیں۔ یوں ہمارے درمیان پورے پانچ سالوں کا فرق ہے۔" حرمت نے پانچوں انگلیاں لہرا کر اسے دکھاتے ہوئے صاف جواب دیا۔ شازیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اگر اس کے حرمت سے بہت سارے کام نکلتے نہیں ہوتے تو وہ اسے اتنا برداشت بھی نہیں کرتی' فی الحال بگاڑ پیدا کرنے میں اپنا نقصان ہو جاتا۔

"اچھا تم سے ایک کام تھا۔" شازیہ نے ملتجانہ انداز میں کہا۔

"سچ آپی۔۔۔ آج تو۔۔۔ بالکل ٹائم نہیں ہے۔" حرمت نے سکون سے جواب دیا۔ وہ جانتی تھی کہ شازیہ بہت ضدی ہے۔ اب جو سوچ لیا ہے وہ کر کے رہے گی۔

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔ تھوڑی دیر کا کام ہے' تم فری ہو کر اوپر آ جانا اور میرے چہرے کا مساج کر دینا۔ اسکن بہت رف ہو رہی ہے۔ اب اتنی گرمی میں میرا پارلر جانے کا بالکل موڈ نہیں بن رہا ہے۔" شازیہ نے بستر پر ریلیکس ہو کر لیٹنے کے بعد حکم دیا۔ حرمت نے اسے دانت کچکچا کر دیکھا۔

"شازیہ آپی کی بات نہ ماننے پر تائی اماں اور نانی کا کئی دنوں تک سوجا ہوا منہ دیکھنے سے اچھا' ان کا ہی منہ سجا دیا جائے۔" حرمت نے دل میں سوچا اور مسکرائی۔

"او کے۔۔۔ میں یہ کام کر دوں گی۔ مگر آپ ذرا نانی کے پاس جا کر ان کے پاؤں کا مساج کر دیں۔ انہیں کافی درد ہو رہا ہے۔" حرمت نے فوراً "ہی بدلہ لینے کی ٹھانی۔

"حرمت۔۔۔ پلیز۔۔۔ تم کر دو۔۔۔ سچ نیند سے آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔" شازیہ نے کاہلی سے کمر کے نیچے تکیہ ٹکایا۔

"میں۔۔۔ تو کر دوں۔۔۔ پر عفان بھائی نے ہی مجھے آپ کے پاس یہ حکم دے کر بھیجا تھا۔ وہ شاید نانی کے پاس آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" حرمت نے سوچنے کی ایکٹنگ کی۔ عفان کے نام پر شازیہ ایک دم الرٹ ہو گئی۔

"عفان نے مجھ سے کہا تھا۔" وہ تیزی سے بستر سے نیچے اتری۔

"تو کیا میں جاؤں نانی کے مساج کرنے؟" حرمت نے پکا منہ بنا کر پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ میں جا رہی ہوں نا۔" وہ بال سنوارتی کمرے سے نکلی تو حرمت کی باچھیں چر گئیں' کپڑوں کا ڈھیر اٹھا کر پچھلی طرف واقع اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔

✲ ✲ ✲

"وہ ناصرہ کے دیور کی لڑکی۔۔۔ کیا نام ہے اس کا؟" احمدی بیگم نے نواسی سے بات کرتے ہوئے ذہن پر جان بوجھ کر زور دیا۔

"اف۔۔۔ نانی۔۔۔ اس کا نام۔۔۔ حرمت ہے۔" شازیہ کو ان کی ہر وقت کی نصیحتوں سے الجھن ہوتی۔

"ہاں وہ ہی نگوڑی حرمت نے اپنی سلیقہ مندی دکھاتے ہوئے داماد جی کی نظروں میں جگہ بنالی ہے اور۔۔۔ ایک تم ہو۔۔۔ کھانے اور سونے کے علاوہ کچھ آتا ہی نہیں۔" احمدی بیگم نے نواسی کو کس کر ایک دھموکا دیا۔

"نانی۔۔۔ کیا کروں؟ مجھ سے نہیں ہوتے یہ کام وام۔۔۔" شازیہ جو مرے ہاتھوں سے ان کے پاؤں دبا رہی تھی بھنا اٹھی۔

"ارے۔۔۔ بیٹا۔۔۔ لڑکی کا "چام نہیں کام پیارا ہوتا ہے۔" عفان سیدھا سادھا لڑکا ہے۔ اس کے سامنے تھوڑا سا ہاتھ پیر ہلا لیا کرو۔ وہ خوش ہو جائے گا۔" نانی نے نواسی کو گر سکھانا چاہا۔

"نانی اب عفان سے شادی کرنے کے لیے کیا مجھے نوکرانی بنناپڑے گا؟" وہ منہ بسورے رہی۔

"بیٹااس میں نوکرانی بننے والی کیابات ہے؟عورت کو اپنے گھر کا کام کرنا ہی پڑتا ہے۔ اب دیکھو ناصرہ تمہاری سگی خالا ہے، مگر ساس بننے کے بعد وہ بھی تمہیں بھانجی نہیں، بہو سمجھے گی۔ اس لیے ابھی سے خود میں سدھار پیدا کرلو۔ ہم نہیں چاہتے کہ بعد میں تمہیں یا ہماری بچی کو کوئی تکلیف ہو اور رشتوں میں دراڑیں پڑ جائیں۔" احمدی بیگم نے شازیہ کو آنے والے وقت کے لیے تیار کیا۔

"اوکے نانی! کوشش کروں گی۔" شازیہ نے سر ہلایا، صاف لگ رہا تھا کہ بات کو ٹالا جارہا ہے۔

احمدی بیگم کی دو ہی بیٹیاں تھیں۔ ناصرہ اور آئشہ وہ ایک ایک مہینہ دونوں گھروں میں گزارتیں، وہ جب بھی بڑی والی ناصرہ کی طرف آتیں تو چھوٹی کی شازیہ کو بھی ساتھ لے آتیں۔ جو اوپر ان کے کمرے میں ساتھ ہی ٹھہرتی۔ احمدی بیگم کی شدید خواہش تھی کہ نواسے اور نواسی کی شادی ہوجائے، مگر وہ ابھی تک کامیابی حاصل نہیں کرپائیں۔ الٹا بیٹی کے گھر میں اس کی دیورانی فہمیدہ اور حرمت کا اتنا عمل دخل دیکھ کر وہ کلستی رہتیں۔

"چاہے کچھ بھی ہوجائے، میں شازیہ کو ہی عفان کی دلہن بناؤں گی۔" انہوں نے برابر میں لیٹی ہوئی شازیہ کے ماتھے پر سے بال ہٹاتے ہوئے سوچا۔

"انسان کی زندگی کا کیا بھروسا۔ جنے۔ کتنی لمبی عمر ہے۔ ہمیں اپنا بڑھاپا خراب تھوڑی کرنا ہے۔" انہوں نے بڑبڑاتے ہوئے پاندان کو اپنی طرف گھسیٹا۔

احمدی بیگم کا شوہر کے انتقال کے بعد اب ان دو گھروں میں ہی ٹھکانا تھا۔ وہ ڈرتی تھیں۔ عفان کی دلہن غیروں سے آگئی تو ان کا یہاں رہنا مشکل ہوجائے گا۔ اسی لیے شازیہ اور عفان کی شادی میں ہی انہیں اپنی بقا نظر آتی۔

انسانی سوچ بھی عجیب ہے۔ ان باتوں کا بھی فیصلہ کرنے کی سعی کرتی ہے جس پر اسے اختیار ہی نہیں ہوتا۔ احمدی بیگم نے بھی کچھ ایسا ہی کرنے کا سوچا۔

☼ ☼ ☼

"حرمت۔ آرام سے۔ مساج کررہی ہو یا میرے چہرے کا بھرکس نکال رہی ہو۔" اس نے مساج کے نام پر تیز ہاتھوں سے ٹکا ٹکا کر شازیہ کے گالوں پر ایسے تھپڑ مارے کہ وہ بلبلا اٹھی۔

"آپی۔ یہ نئی فیس تھراپی آئی ہے۔ اس سے تھوڑا درد تو ہوگا، مگر اسکن فریش ہوجائے گی۔" حرمت نے اپنی ہنسی پر قابو پاتے ہوئے سنجیدگی اختیار کی۔

"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔ ایسی کوئی تھراپی میں نے تو نہیں سنی۔ اسکن اتنی نازک چیز ہے۔ ایسا تشدد برداشت نہیں کرسکتی۔" شازیہ نے مڑ کر اسے دیکھا جو آرام دہ کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی امپورٹڈ مونسچرائزنگ کریم بے دردی سے اپنے ہاتھوں پر مل رہی تھی۔

"آپی جی۔ میں نے کل ہی ایک مارننگ شو میں دیکھا تھا۔ اس طرح کرنے سے چہرہ کھلے گلاب کی طرح ہوجاتا ہے۔" وہ اپنی بات پر اڑی رہی۔

"نہیں۔ بھئی میں ایسے مساج سے باز آئی۔" شازیہ نے منع کردیا۔ یوں پانچ منٹ میں ہی اس کی جان چھوٹ گئی۔

"آپ کو میری بات پہ یقین نہیں ہے تو ایک منٹ ادھر آیئے۔" حرمت نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچا اور زبردستی آئینے کے سامنے لے جاکر کھڑا کردیا۔

"کہہ تو سچ ہی رہی ہے۔" شازیہ کی گوری رنگت تھپڑوں کے مسلسل مساج کے بعد گلابی ہوگئی تھی۔ اس نے نرمی سے حرمت کے کاندھے کو تھپکا۔

☼ ☼ ☼

"عفان ولا۔" تیمور علی نے اپنے لاڈلے بیٹے "عفان تیمور" کے نام پر بنوایا، جتنا بڑا یہ گھر تھا۔ اس سے بڑا تیمور علی کا دل تھا۔ وہ سب سے محبت کرنے والے انسان تھے۔ ان کی نصف بہتر ناصرہ کی خوبیوں کا

بھی کمال تھا کہ وہ سارے کنبے کو ساتھ لے کر چل رہی تھیں۔ ایک بیٹا، عفان اور بیٹی زویا تھی، جس کی شادی ان کے دوست کے بیٹے سے ہوچکی تھی۔ وہ رخصت ہو کر دوسرے شہر چلی گئی تھی۔ سال دو سال میں چکر لگاتی ویسے بھی وہ اپنے گھر میں خوش و خرم زندگی گزار رہی تھی۔

فہمیدہ جنہیں تیمور علی نے بڑی عزت و احترام کے ساتھ یہاں لاکر رکھا۔ ان کے چھوٹے بھائی شعور علی کی بیوہ تھیں۔ تیمور علی کی جان اپنے چھوٹے بھائی کی بیٹی حرمت میں تھی۔ وہ بیٹے کی شادی بھتیجی سے کرنا چاہتے تھے۔ عفان کے دل میں شروع سے حرمت سمائی ہوئی تھی۔ زویا کو بھی اپنی اس پیاری سی کزن سے بہت لگاؤ تھا، مگر ان کی نانی کی وجہ سے معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا تھا۔ اس چکر میں ناصرہ گھن چکر بنی ہوئی تھیں۔ کہتے ہیں "گھٹنا پیٹ کی طرف ہی جھکتا ہے۔" ناصرہ کا ووٹ بھی اپنی بھانجی کی طرف ہی تھا۔

☼ ☼ ☼

"اگر نانی کی زبان اور ان کے ہاتھوں میں چلنے والی قینچی کی تیزی کا موازنہ کیا جائے تو بہت مشکل ہوجائے۔ کیوں وہ دونوں سے بیک وقت کام لینے کی عادی ہیں۔" حرمت کے گیٹ سے اندر داخل ہوتے ہی احمدی بیگم کی تیز آواز کانوں سے ٹکرائی۔ اس نے مسکرا کر سوچا۔ حرمت نے بیگ ٹیبل پر رکھا اور بڑے کمرے میں داخل ہوئی۔ جہاں وہ تخت پر بچھانے والی سفید چاندنی کو کاٹتے ہوئے دنیا زمانے کے قصے سنائے چلی جارہی تھیں۔ فہمیدہ اور ناصرہ بھی وہیں پر بیٹھی سر ہلائے جارہی تھیں۔

"اے ہے لڑکی۔ میں پوچھتی ہوں۔ پوری دوپہر گزار کر اب کہاں سے آرہی ہو؟" حرمت کو دیکھتے ہی ان کو کچھ ہوا۔ فوراً" ٹوکا۔ ان کے انداز تخاطب پر وہ گرتے گرتے بچی۔

"نانی۔ آج میرا اکنامکس کا ٹیسٹ تھا۔ اسی لیے دیر ہوگئی۔" حرمت نے نہ چاہتے ہوئے بھی صفائی دی۔

"اوہ۔ ہو۔ اماں۔ کالج میں دیر ہوجاتی ہے۔ ویسے بھی ابھی صرف ڈھائی تو بجے ہیں۔" ناصرہ نے ماں کو مزید کچھ کہنے سے روکا۔ حرمت نے وہاں سے اٹھنے ہی میں عافیت جانی، اس کا نیند سے برا حال ہورہا تھا۔ وہ پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"میں کہتی ہوں فہمیدہ لڑکی کو اور کتنا پڑھاؤ گی۔ بس کرو۔ اور گھر میں بٹھاؤ۔ میری شازیہ کو دیکھا ہے کتنی گوری چٹی ہے۔ بی اے کرتے ہی گھر بٹھالیا تھا۔ ایک تمہاری حرمت ہے پڑھ پڑھ کر کالی ہوتی جارہی ہے۔" انہوں نے بلاوجہ اس کے سنہری رنگ کو کالا بنا ڈالا۔

"بس خالا۔ اسے پڑھائی کا شوق ہے۔" فہمیدہ نے کنی کترائی۔ وہ جٹھانی کی وجہ سے بڑی بی کا کافی لحاظ کرتی آرہی تھیں۔

"اے لو۔ یہ کوئی بات ہوئی۔ شازیہ سے بڑی نازیہ کی تو ہم نے میٹرک کرتے ہی شادی کروادی تھی۔" احمدی بیگم کی لن ترانی جاری تھی۔ فہمیدہ کیا جواب دیتیں کہ اتنی جلدی شادی کرنے کی وجہ سے نازیہ بے چاری مشکلات کا شکار ہے، شوہر کو پڑھی لکھی سوسائٹی میں موو کرنے والی بیوی کی خواہش ہے۔ جبکہ نازیہ کی جھجک ختم ہی نہیں ہوتی۔ اب وہ میکے آکر ماں سے لڑتی ہے کہ میری تعلیم مکمل ہونے کا تو انتظار کیا ہوتا۔

"اماں۔ چھوڑیں۔" ناصرہ نے اشارے کیے، مگر وہ سنی ان سنی کیے ٹکا ٹکا کر فہمیدہ کو سنانے میں لگی ہوئی تھیں۔

"لڑکیوں کے یوں واہی تباہی پھرنے سے شکلوں پر پھٹکار برسنے لگتی ہے۔" احمدی بیگم نے چاندنی کے کنارے کی ترپائی کرتے ہوئے تمسخر اڑایا۔

"بس خالا۔ ایک ہی بچی ہے، چاہتی ہوں خوب پڑھ لکھ جائے۔ اس کے دل میں کوئی حسرت نہ رہے۔" فہمیدہ نے نرمی سے جواب دیا۔ ماں کی باتوں پر ناصرہ پہلو بدلنے کے علاوہ کچھ نہیں کرپائیں۔

"زمانہ کتنا خراب ہوگیا ہے؟ ہمیں کون سا لڑکیوں سے نوکری کرانی ہے۔ جلدی سے کوئی مناسب لڑکا دیکھ کر ہاتھ پیلے کردو۔" احمدی بیگم نے چاندنی کو لپیٹ کر ایک جانب رکھا اور فہمیدہ کے چہرے کو چشمے میں سے بغور جانچا۔

"تائی نے وہ بات کرہی دی، جس کے لیے اتنی لمبی تمہید باندھی گئی۔ حرمت جو گرمی سے پریشان ہوکر ٹھنڈے پانی کی بوتل لینے آئی تھی۔" مسکرا کر سوچنے لگی۔

"خالا... مجھے کیا سوچنا۔ حرمت کی ماں یہ بھابھی اور باپ، تیمور بھائی ہیں۔ وہ جو اچھا سمجھیں گے وہ ہی کریں گے۔" فہمیدہ نے بھی سادگی سے کہا تو احمدی بیگم کے کان کھڑے ہوگئے۔ ناصرہ اس بحث سے پریشان ہوکر ایک دم تخت سے اٹھیں۔

"تائی اماں دیکھ کر کہیں گر نہ جائیں۔" ابھی حرمت کے منہ میں الفاظ ہی تھے کہ ناصرہ چاروں شانے چت پڑی ہائے ہائے کرنے لگیں۔

"ارے... ناس پٹی... کیسی کالی زبان والی ہے۔ کتنی بار پہلے بھی ٹوکا... آخر میری بچی کو گرا کر دم لیا۔" احمدی بیگم نے ناصرہ کو تخت پر لٹاتے ہوئے حرمت کو ایک دھموکا دیا۔

"اس میں میرا کیا قصور... تائی اماں اتنی گھسی ہوئی پرانی چپل پہنتی ہیں... کب سے بدلنے کا کہہ رہی ہوں۔ پانی پڑا ہوا تھا۔ اب سلپ تو ہونا ہی تھا۔" حرمت نے بلبلا کر صفائی دی، مگر وہ ماننے کو تیار ہی نہیں ہوئیں۔ اسے کچا چبا جانے والی نگاہوں سے تکتی رہیں۔

✡ ✡ ✡

"بس... عید کے بعد کی کوئی تاریخ طے کرلو۔" احمدی بیگم نے چھالیہ کترتے ہوئے بیٹی پر زور دیا۔

"زویا... کے عید پر آنے کا ہو رہا ہے۔ وہ بھی بھائی کی شادی میں شرکت کرنے کی خواہش مند ہے۔ بس اس کی جانب سے کوئی اطلاع آجائے تو... سوچتے ہیں۔" ناصرہ نے آم کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"میں آئشہ کو تیاری کا کہہ دوں؟" احمدی بیگم نے کچھ لمحہ سوچنے کے بعد بیٹی سے پوچھا۔

"اماں... عفان نہیں مانتا۔ اسے شازیہ پسند نہیں ہے۔" ناصرہ نے دھیرے سے کہا۔

"ہاں تو... جب گھر میں ایسی ادائیں دکھانے والی موجود ہوں تو اسے میری سیدھی سادی بچی کیوں پسند آئے گی؟" احمدی بیگم نے سروتہ فضا میں لہراتے ہوئے بلاوجہ کی تہمت دھری۔

"اماں... دھیرے... کہیں آپ کے داماد کے کانوں تک یہ باتیں پہنچ گئیں، تو اس عمر میں مجھے بھی چلتا کردیں گے۔" ناصرہ نے گھبرا کر ماں کا ہاتھ دبایا۔

"بی بی... ان سے تم ڈرو... مگر میں تو خدا لگتی کہوں گی۔ ایسی تیز کالی زبان والی لڑکی کو بہو بنا کر تم تاعمر سر پر ہاتھ رکھ کر روتی پھرو گی۔" احمدی بیگم نے پان پر چونا پھیرا۔ حرمت جو تائی سے کھانے کا پوچھنے آئی تھی۔ اپنا نام سن کر ایک دم آڑ میں ہوگئی۔ ساری باتیں سنتے ہوئے اسے خود سے شرمندگی ہونے لگی۔ اپنا وجود دنیا میں سب سے بے کار شے لگا۔

"اماں کیا کروں... روؤں... یا ہنسوؤں؟ میں تو عفان کے ہاتھوں... مجبور ہوگئی ہوں۔ اسے آپ کے داماد کی بھی شہ حاصل ہے۔ ورنہ مجھے بھی شازیہ سے زیادہ کوئی پیارا نہیں۔" ناصرہ نے آخر میں ماں کو مسکا لگایا۔

"ارے... کیا نانی کا کوئی حق نہیں ہوتا، میں بھی دیکھتی ہوں تیمور علی کیسے نہیں مانتے؟" احمدی بیگم پان دانتوں تلے دبا کر بڑبڑاتی رہیں۔

"یا اللہ... کہیں... ان دونوں کی ان بن ہوگئی تو اماں کا یہاں رہنا مشکل ہوجائے گا۔ مجھے ہی کوئی تدبیر کرنی پڑے گی۔" ناصرہ نے سر کو تھام کر سوچا۔

"بیٹی سن لو اگر حرمت تمہاری بہو بنی تو میں ہمیشہ کے لیے چھوٹی کے گھر چلی جاؤں گی۔" احمدی بیگم نے دھمکی دی۔ ناصرہ پریشان ہو اٹھیں، حرمت کو نانی کے لہجے میں اپنے لیے حقارت اچھی نہیں لگی۔

"بابا... کاش آج آپ زندہ ہوتے تو... میں ایسے ذلیل نہیں ہو رہی ہوتی۔" حرمت باپ کو یاد کرتی وہاں سے بھاگی۔

"حرمت... یہ میں کیا سن رہا ہوں؟" وہ رنجیدہ سا اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"کیا... میں سمجھی نہیں؟" حرمت جان کر انجان بنی۔ اس گھڑی کا سامنا کرنے کے لیے وہ خود کو دو دن سے تیار کر رہی تھی۔ اس کے باوجود عفان کی جانب دیکھنا قیامت کی گھڑی لگی۔

"تم نے شادی سے انکار کردیا ہے؟" عفان الجھا ہوا تھا۔

"شادی کے لیے نہیں جناب... آپ سے شادی کرنے کے لیے انکار کیا ہے۔" حرمت نے شوخ ہونے کی بھونڈی سی کوشش کی، مگر گلے میں پھندا سا لگا۔

"تمہیں پتا ہے کہ میں نے ممی کو کتنی مشکل سے اس بات کے لیے منایا تھا... اور تم نے ابا جان کے پوچھنے پر صاف انکار کردیا۔" عفان کا بس چلتا تو وہ اس وقت حرمت کی اور اپنی جان ایک کردیتا۔

"تم میرے لیے کیا ہو... اگر جان جاتیں تو کبھی انکار نہ کرتیں۔" عفان کی آنکھیں بول اٹھیں، حرمت نے منہ پھیر کر خود پر قابو پایا۔

"آپ میرے لیے کیا ہیں۔ اگر جان جاتے تو خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔ مگر اس گھر میں اور بھی لوگ رہتے تھے۔ جن کا حکم ٹالنا میرے بس کی بات نہیں۔" اس کی آنکھوں کی زبان، مگر وہ پڑھ نہیں پایا۔

"میں نے جو بھی کیا بہت سوچ سمجھ کر کیا۔ آپ تائی اماں کے فیصلے کو مان جائیں۔ شازیہ آپی بہت اچھی ہیں۔" حرمت نے پیٹھ موڑ کر بڑی مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے۔

"ایسے مشورے... اپنے پاس ہی رکھو... تم نے مجھے مارنا تھا۔ مار دیا... بس... اب خوشیاں مناؤ۔" عفان نے غصے میں اس کا رخ اپنی جانب پھیرنا چاہا، مگر حرمت ہاتھ چھڑاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ وہ غصے میں دروازے کو ٹھوکر مارتا باہر نکل گیا۔

✡ ✡ ✡

"میڈم... اس سے خوب صورت اور قیمتی ویڈنگ ڈریس ہماری شاپ پر تو نہیں۔" سفینہ نے منہ چڑھا کر کہا اور بھاری موو رنگ کے عروسی لباس کو نگاہوں سے پرکھا۔ "بعض کسٹمر تو جان کو آجاتے ہیں۔" وہ اس بوتیک کی کافی پرانی ڈیزائنر تھی۔ اس نے شازیہ کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر سوچا۔

"خالا... میں نے آپ کو ایک ڈیزائنر کا بتایا تھا تا جہاں سے میری پھوپھی کی بیٹی کا ویڈنگ ڈریس بنوایا گیا تھا۔ آپ وہاں کیوں نہیں چل رہیں۔" شازیہ نے بچوں کی طرح پیر پٹخا۔ ناصرہ کو ایر کنڈیشن کی خنکی میں پسینہ آگیا۔ شازیہ جہاں سے شادی اور ولیمہ کا لباس خریدنا چاہتی تھی۔ اس کی قیمت لاکھوں میں تھی۔ بھانجی کی فرمائش پوری کرنے کے بعد تیمور علی نے تو انہیں کچا چبا جانا تھا۔

"بیٹا... خالا کو تنگ نہ کرو... ابھی یہاں سے ہی ڈریس لے لو... شادی کے بعد ساری من مانیاں پوری کرتی رہنا۔" آئشہ نے ناصرہ کی مشکل آسان کرتے ہوئے بیٹی کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ اشارے کیے۔ تو وہ نیم رضامند ہوگئی۔

"مجھے... اصل میں کچھ یونیک سا ڈریس چاہیے۔" شازیہ نے شاپ پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال کر کہا۔

"میں سمجھ گئی... پچھلے دنوں ہمارے پرانے کسٹمر جو مشہور صنعت کار ہیں انہوں نے اپنی بیٹی کے لیے ایک ڈریس ڈیزائن کروایا تھا۔ جس کا چرچا کافی عرصے تک اخبارات میں رہا۔ ہمارے پاس اس کی فرسٹ کاپی ہے۔ یقیناً" آپ کو پسند آئے گی۔" سفینہ نے اپنی چرب زبانی کا کمال دکھاتے ہوئے ٹی پنک کلر کی میکسی ان کے سامنے پھیلائی۔ جس پر سلور نگوں سے بہت باریک کام کیا ہوا تھا۔ ان سب کی آنکھیں لمحے بھر کو خیرہ ہوئیں، پھر ایک دم ستائش ابھری۔

"یہ ڈریس ولیمہ کے لیے ٹھیک رہے گا۔" شازیہ کے منہ سے نکلنے والے جملے سے دونوں بہنوں کے دل پر ٹھنڈ پڑ گئی۔

"ہم اپنے کلائنٹ کو ہر طرح سے مطمئن کرنا جانتے ہیں۔ آپ کو ہمارے یہاں کے ڈیزائن کہیں اور نہیں ملیں گے۔" سفینہ نے بہت خوب صورت شرارہ سوٹ پہنی ڈمی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ تو شازیہ اس لباس کو قریب سے دیکھنے لگی۔ کئی گھنٹوں کی پریشانی کے بعد خدا خدا کر کے شادی اور ولیمہ کا لباس خریدا گیا۔

"میرے لیے... اپنی مرضی کے خلاف جا کر کمپرومائز کرنا بہت مشکل ہے۔" شازیہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا تو ناصرہ کی نگاہیں ڈرائیونگ سیٹ پر بے زار بیٹھے عفان سے الجھیں۔

"یا اللہ... میرے بیٹے کی خوشیوں کی حفاظت فرمانا۔" ناصرہ نے دل سے دعا مانگی... مگر وہ یہ بات بھول گئیں۔ دوسروں کی خوشیاں چھین کر وہ کیسے سب کچھ ٹھیک رہنے کی تمنا کر سکتی ہیں۔

☼ ☼ ☼

رکشے نے حرمت کو بڑی سی بلڈنگ کے سامنے اتارا۔ ابھی صرف دس ہی بجے تھے، مگر دھوپ کی تمازت ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔ اس نے کئی دنوں تک اخبارات کے اشتہارات پڑھنے کے بعد یہاں اپلائی کیا۔ اتفاق سے انٹرویو کی کال بھی آ گئی۔ وہ فہمیدہ کو بتا کر کے گھر سے نکلی۔ جب سے عفان کی منگنی شازیہ سے ہوئی تھی فہمیدہ بجھ سی گئی تھیں۔ انہوں نے بیٹی کو عفان سے شادی کے لیے بہت منایا تھا، مگر اس کی ایک نہ... ہاں میں نہیں بدل سکیں۔ انہیں بلاوجہ جیٹھ کے آگے شرمندگی اٹھانی پڑی۔ وہ اسی وجہ سے حرمت سے ناراض رہنے لگی تھیں۔

وہ لفٹ سے سیکنڈ فلور پر پہنچی۔ آفس کا دروازہ کھولتے ہی دل خوش ہو گیا۔ گرمی میں لمبا سفر طے کرنے کے بعد مزاج پر جو چڑچڑا پن چھایا تھا اندر کے پرسکون خنک ماحول کی وجہ سے خوشگوار ہو گیا۔ ہاتھوں سے بال درست کیے اور ٹشو پیپر سے چہرہ صاف کرنے کے بعد وہ ریسپشن کی طرف بڑھی۔ تھوڑی دیر بعد ہی اسے باسط علی کے کمرے کی طرف بھیج دیا گیا جو یہاں کا ڈائریکٹر تھا۔ اسے ایک کوآرڈینیٹر کی ضرورت تھی۔ حرمت نے اسی جاب کے لیے اپلائی کیا تھا۔ عفان کے زندگی سے جانے کے بعد، وہ خود کو اتنا مصروف رکھنا چاہتی تھی کہ اسے کچھ سوچنے کی فرصت بھی نہ ملے۔

"آج حرمت کہیں گئی ہوئی ہے۔ تم ذرا کچن میں جا کر ممی کی ہیلپ کرو۔" عفان نے شازیہ کو لیٹے دیکھا تو چڑ گیا۔ وہ آفس سے واپس آیا تو چچی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ماں کو اکیلے کچن میں مصروف دیکھ کر شازیہ پر سختی دکھائی۔

"میں... میں جاؤں؟" شازیہ نے چڑایا۔ وہ نانی کی ساری نصیحتیں منگنی کے بعد بھول چکی تھی۔ وہ تفاخر محسوس کرتی کہ عفان تیمور کو فتح کر چکی ہے۔

"اب سے یہ سارے کام تمہاری ذمہ داری ہوں گے۔" عفان نے بھی جل کر جتایا۔

"آپ کی چچی اور ان کی بیٹی کچن کے کام سنبھالنے کے لیے کافی ہیں۔ پھر میری ذمہ داری کیوں ہوں گے؟" اس نے ڈھٹائی سے دوبدو جواب دیا۔

"واہ... مجھ سے محبت کا دعوا ہے۔ مگر میری ذمہ داری اٹھانے سے احتراز برت رہی ہو۔ چچی اور حرمت اس گھر کے فرد ہیں کوئی نوکر نہیں۔ شادی کے بعد تمہیں بھی سارے کام برابری سے کرنے ہوں گے۔" عفان نے غصے سے کہا۔

"میں شازیہ دلاور... آپ کی منگیتر... کوئی نوکرانی نہیں... مجھ سے اتنی توقعات نہ رکھیں۔" شازیہ نے چڑ کر کہا۔

"عفان کیا ہو گیا، کیوں شور مچا رہے ہو؟ اور شازیہ بیٹے... تم ہی کچھ خیال کر لو... تمہارے خالو اپنے روم میں ہیں۔" ناصرہ ان دونوں کی بحث سن کر تیزی سے ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوئیں۔ دونوں سے باز پرس کی۔

"خالا... یہ چاہتے ہیں کہ شادی کے بعد یہاں گدھوں کی طرح کام کروں۔" شازیہ، ناصرہ کو دیکھ کر پھٹ پڑی۔ وہ ہکا بکا رہ گیا۔

"ابھی میری بھانجی اس گھر میں آئی نہیں اور تم اس پر حکم چلانے لگے۔" ناصرہ کو بھی بیٹے کی بات بری لگی۔ انہوں نے اسے ہی لتاڑ دیا۔

"مما اور کیسے آیا جاتا ہے، ہر وقت تو محترمہ یہیں نظر آتی ہیں۔" عفان نے بھی طنز کیا۔

"خالا... میں تو آپ کی اور نانی کی وجہ سے یہاں آ جاتی ہوں۔ ورنہ مجھے بھی کوئی شوق نہیں۔ ابھی مما کو فون کرتی ہوں کہ ڈرائیور بھیج دیں۔ مجھے واپس جانا ہے۔" شازیہ کا منہ اپنی بے عزتی پر کھلا کا کھلا رہ گیا۔ پیر پٹخ کر بولی۔

"شازیہ بیٹے اس کی تو عادت ہی ہے، چھوڑو۔" انہوں نے معاملہ نپٹانا چاہا۔

"مما... ان کو سمجھا دیں... یہ چچی جان اور حرمت کے لیے بلاوجہ کی باتیں نہیں بنایا کریں۔" عفان کی بات پر ناصرہ کو حالات کی سنگینی کا احساس ہوا۔ وہ خود گواہ تھیں کہ شازیہ اور احمدی بیگم اکثر ان لوگوں کے ساتھ زیادتی کر جاتی ہیں۔ "شازیہ یہ بات ٹھیک نہیں۔ اب جبکہ تمہیں اسی گھر میں آنا ہے۔ حرمت اور فہمیدہ کے بارے میں ایسی باتیں نہیں کیا کرو۔" ناصرہ نے پریشانی سے بھانجی کو سمجھانا چاہا تو اس نے کاندھے اچکا دیے۔

"یہ محترمہ... سمجھنے والی نہیں۔" عفان کا انداز تضحیک آمیز ہوا۔

"ہونہہ... تم کیا بے کار کی بحث میں الجھے ہوئے ہو۔ جاؤ اپنے کمرے میں جا کر چینج کرو۔" ناصرہ نے بیٹے کو گھورا۔

یہ محترمہ ہی فضول میں بات کو طول دے رہی ہیں۔ بات کچھ تھی۔ بن گئی کچھ... خیر میں کس سے فریاد کر رہا ہوں۔ جبکہ "میرا منصف ہی میرا قاتل ہے۔" عفان نے ماں کو دیکھ کر کہا۔ ناصرہ کو ایک دم شرمندگی نے آ گھیرا۔

شازیہ کو حرمت اتنی ناپسند بھی نہیں تھی۔ مگر احمدی بیگم کی مسلسل مخالفت اور عفان کی بے جا حمایت کی وجہ سے اب وہ اسے زہر سے بھی بدتر لگنے لگی۔

☼ ☼ ☼

"خالا... مجھے گولڈ کا یہ ہلکا سا سیٹ نہیں چاہیے۔ میری ساری سہیلیوں کی بری میں بہت شاہانہ اور بھاری زیورات آئے ہیں۔ پلیز آپ اسے جا کر چینج کروا دیں۔" شازیہ نے ناک چڑھا کر کہا۔

"بیٹا... یہ کافی مہنگا اور اچھا سیٹ ہے۔" انہوں نے اندر کا غصہ دبایا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ لوگ تو اپنی بہو کو ہیرے موتی میں تول دیتے ہیں۔ آپ ڈھنگ کا ایک سیٹ نہیں چڑھا رہی۔" شازیہ نے نخوت سے کہا۔

"ہاں... تو ہم بھی کون سی کمی چھوڑ رہے ہیں۔ ابھی منہ دکھائی کے لیے ایک چھوٹا سیٹ الگ خریدا جائے گا۔ زویا نے بھی کہا ہے وہ سونے کے کڑے دیں گی۔ اب اور کیا چاہیے؟" ناصرہ نے رسانیت سے سمجھانا چاہا۔ وہ بھانجی کی فرمائشوں سے ناک تک بھر چکی تھی۔ بہن سے تعلقات خراب کرنا مشکل تھے۔ اسی لیے ناصرہ کا سارا غصہ احمدی بیگم کے سامنے نکلتا تو وہ افتاں و خیزاں کبھی ادھر، تو کبھی ادھر معاملہ سلجھانے بیٹھ جاتیں۔

"آپا... بیٹے کی شادی کرنے چلی ہو۔ اب ایسی بھی کیا کنجوسی۔ بری میں بھاری سیٹ رکھو گی تو خاندان بھر میں تمہارا ہی نام ہو گا۔" آئشہ نے بھی اس معاملے میں بیٹی کی حمایت کی۔

"نہیں... بہن میرا میاں پہلے ہی فضول خرچیوں پر ناراض ہو رہا ہے۔ اب یہ زیور واپس کر کے دوسرا بنوانے کا کہوں گی تو ہتھے سے اکھڑ جائیں گے۔" ناصرہ نے اس بات پر مجبوراً بہن کو ہری جھنڈی دکھائی۔

"وہی تو... دولہا بھائی کو میری شازی کے لیے کون سے ارمان ہیں۔ ابھی ان کی بھتیجی عفان کی دلہن بن کر

آرہی ہوتی۔ تب میں دیکھتی کہ وہ کیسے کوئی اعتراض اٹھاتے؟" آئشہ نے منہ بگاڑ کر بہن کو سنائی۔

"عفان کی شادی۔۔۔ حرمت سے ہورہی ہوتی تو مجھے ایسی کوئی پریشانی ہی نہیں ہوتی۔ وہ بڑی صابر بچی ہے۔" ناصرہ نے دھیرے سے سوچتے ہوئے اعتراف کیا۔ شازیہ نے بری کی تیاری میں انہیں ناکوں چنے چبوادیے۔ تب جاکر انہیں حرمت کی قدر آئی۔ ان کی کتنی خواہش تھی کہ زویا بھائی کی بری تیار کرے۔ مگر وہ عید سے چار دن قبل کراچی پہنچ رہی تھی۔ شازیہ اور آئشہ۔۔۔ اتنے دن انتظار کرنے کو تیار نہیں تھیں۔ درزی نہیں لے گا۔ رمضان میں رش بہت ہوگا۔ اس قسم کی باتیں کرکے دونوں ماں، بیٹی، ناصرہ کو لے کر شاپنگ پر نکل جاتیں اور پھر وہ فرمائشیں ہوتی کہ ناصرہ کان پکڑنے لگ جاتیں۔

"ہائے۔۔۔ اماں "آپا کو دیکھ رہی ہیں۔ انہیں بھی اب وہ حرمت عزیز ہوگئی۔ جانے اس کلی زبان والی میں ایسا کیا ہے؟ سارا گھر اس کے گن گاتا ہے۔" آئشہ نے پاس بیٹھی ماں کو ساتھ ملاتے ہوئے حرمت کے بخیے ادھیڑے۔

"توبہ۔۔۔ توبہ۔۔۔ اے بیبیوں۔۔۔ تم دونوں تو شادی سے پہلے ہی سمدھنیں بن گئی ہو۔ کچھ عقل کو ہاتھ مارو۔ بچوں کی خوشی کو دولت کے ترازو میں تو نہ تولو۔" احمدی بیگم کی پرجلال انداز پر وہ دونوں دبک کر خاموش ہوگئیں۔

☼ ☼ ☼

"مس حرمت۔۔۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کو یہاں کام کرنے میں کسی بڑی مشکل کا سامنا نہیں ہوگا۔" اپنی جوائننگ کے ہفتے بھر بعد وہ باس کے سامنے بیٹھی ایک رپورٹ بنا رہی تھی کہ اچانک باسط خان نے سوال کیا۔ حرمت چونکی۔ اس نے ہونٹوں میں دبا پین نکال کر نفی میں سرہلایا۔

"اچھا۔۔۔ یعنی ہمارے ساتھ خوش ہیں۔" باسط خان کا لہجہ شرارت سے بھرپور تھا۔

"جی۔۔۔ سر۔۔۔ یہاں کا ماحول اتنا صاف ستھرا ہے کہ مجھے کام کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آرہی۔" حرمت نے نرمی سے کہا۔ اسے پڑھا لکھا، سلجھا ہوا، اپنا باس بہت پسند آیا۔ جو اسے ہمیشہ بہت عزت سے مخاطب کرتا۔ باسط خان اس سے عمر میں چند سال ہی بڑا ہوگا۔ مگر اس کے چہرے سے ٹپکتی ذہانت اور وقار اسے بڑا بردبار بناتی۔ حرمت کے مسلسل دیکھنے پر ایک دلکش سی مسکراہٹ باسط کے لبوں پر پھیل گئی۔

"سر میں اس کو کمپوز کرلوں؟" حرمت نے شرمندہ ہوکر جلدی سے جانے کی اجازت طلب کی۔

"او کے۔۔۔ یہ رپورٹ تیار ہوجائے تو شہزاد صاحب کو دے دیجیے گا۔" باسط خان نے سرہلا کر تاکید کی اور وہ باہر نکل گئی۔

"سر۔۔۔ مجھے کتنی عزت دیتے ہیں۔ سچ ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو عزت دے کر عزت کروانا جانتے ہیں۔" حرمت نے اپنے کیبن میں داخل ہوتے ہوئے سوچا اور بے اختیار روم کے کھلے دروازے کی طرف دیکھا۔ باسط خان فون پر کسی سے ہنس ہنس کر بات کرتا ہوا بہت خوبرو لگ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

"یہ محبت بھی کیا عجیب شے ہے۔ بے وفائی، جدائی، اداسی اور تنہائی کیا کیا تحفے دے کر جاتی ہے۔" عفان نے حرمت کی طرف دیکھ کر کہا اور ٹھنڈی آہ بھری۔

"جی۔۔۔ ایک اور چیز بھی دے سکتی ہے۔ وہ ہے تائی اماں کی پٹائی جو آپ کو میرے ساتھ دیکھ کر لگ سکتی ہے۔" وہ طنزیہ انداز میں کہتی ہوئی وہاں سے جانے لگی۔ عفان نے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔

"تم نے جاب کرلی اور مجھے بتانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی۔ کیا میں اتنا غیر ہوگیا ہوں؟" عفان کے لہجے میں ٹوٹ پھوٹ سی تھی۔

"کیا کرتی" آپ اپنی شادی کی تیاریوں میں اتنے بزی تھے۔ میں اپنی زندگی بنانے میں لگ گئی۔" حرمت نے لطیف سا طنز کیا۔

"یہ بھی آپ کی مہربانی ہے ورنہ حالات کچھ اور ہوتے۔" عفان کی آنکھوں کی سرخی نمایاں ہونے لگی۔ ایک لمحے کو حرمت کا دل بھی ڈولا۔ آخر اسے بھی عفان سے بہت پیار تھا۔ مگر کیا کرسکتی تھی۔

"آپ سے شادی کرنے کے بعد مجھے کتنے لوگوں کا مقابلہ کرنا پڑتا۔" وہ سوچ میں گم ہوگئی۔ پہلے ہی احمدی بیگم کے حقارت بھرے انداز پر اس کی اندر کی ضدی لڑکی بے دار ہوگئی تھی۔ پھر عزت نفس نے کہرام برپا کردیا۔ اس نے من میں جاگتے جذبوں کو تھپک دیا۔

"حرمت۔۔۔ اب بھی وقت ہے تمہارے بغیر جو پل بھی گزریں گے میرے اندر سے زندگی کی رمق کو نچوڑ کر رکھ دیں گے۔ اپنا ساتھ دے کر مجھے زندہ کردو۔" عفان کا گلوگیر اور دکھی لہجہ حرمت کے دل پر چابک کی طرح پڑا۔ وہ مجبور تھی۔ روتی ہوئی باہر نکلی تو احمدی بیگم ایک دم سائیڈ میں ہوگئیں۔ پہلی بار انہیں احساس ہوا کہ اپنی دونوں بیٹیوں کو جوڑے رکھنے کی خواہش میں وہ پتھر بن کر شیشے سے بنے دو نازک دلوں کو توڑنے کے گناہ میں ملوث ہوچکی ہیں۔

☼ ☼ ☼

"مس حرمت۔۔۔ کیا کھا رہی ہیں۔۔۔ اگر برا نہیں مانیں۔۔۔ تو ہم بھی اس میں شریک ہوجائیں۔" باسط علی جو لنچ کے لیے باہر نکل رہا تھا۔ ایک دم اس کے کیبن میں داخل ہوا۔ وہ گھبرا گئی۔ چمچہ پلیٹ میں رکھا اور ٹشو سے ہاتھ پونچھا۔

"سر۔۔۔ میں آج پاستا بنا کر لائی ہوں۔ پلیز ٹرائی کریں۔" حرمت نے ٹفن اور ایک صاف پلیٹ چمچہ اس کے سامنے سرکایا۔

"واؤ۔۔۔ امیزنگ۔۔۔ میں نے اتنا مزے دار پاستا پہلے کبھی نہیں کھایا۔ کس نے بنایا؟" باسط علی نے بڑے اچھے انداز میں تعریف کی۔

"جی۔۔۔ میں خود کوکنگ کرتی ہوں۔ یہ بھی میں نے بنایا ہے۔" حرمت نے مسکرا کر کہا۔

"نائس۔۔۔ ویسے مجھے ایک شخص پر بہت رشک آنے لگا ہے۔" باسط علی نے مزے سے کھاتے ہوئے کہا۔ وہ بلیک سوٹ میں بہت ہینڈسم دکھائی دے رہا تھا۔

"کون سا شخص؟" حرمت نے بھی ایک بائٹ لیا۔

"بھئی۔۔۔ وہ شخص جو آپ کا جیون ساتھی بنے گا۔ آپ ہر فن مولا ہیں۔ ہر لحاظ سے پرفیکٹ لڑکی ہیں۔ کسی خوش نصیب کی قسمت کا ستارہ بنیں گی۔" باسط علی کی بات پر وہ بلش ہوگئی۔

"سر۔۔۔ پلیز۔۔۔" اس کی پلکیں جھک گئیں۔

"او۔۔۔ ریئلی۔۔۔ آئی مین اٹ۔۔۔ اگر آپ برا نہ مانیں تو میں ایک بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری آئیڈیل لڑکی ہیں۔ میں اپنی ہونے والی لائف پارٹنر میں ایسی ہی خوبیاں دیکھنا چاہتا ہوں۔" باسط علی نے ٹشو سے ہاتھ پونچھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ حرمت ہکا بکا رہ گئی۔ باسط علی نے اس سے پہلے بھی کئی بار حرمت پر ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔ مگر اب کی دفعہ تو ایسے کھلے لفظوں میں سب کہہ دیا۔ حرمت کنفیوز سی ہلتے دروازے کو دیکھنے لگی جہاں سے باسط علی باہر نکلا تھا۔

☼ ☼ ☼

"حرمت۔۔۔ مجھے تو آج کل بہت ڈر لگ رہا ہے۔" فہمیدہ نے بیٹی کے سامنے بیٹھتے ہی بات شروع کی۔

"کس بات سے امی؟" وہ ایک میگزین لیے بیٹھی تھی۔ لاپروائی سے پوچھا۔

"پتا نہیں کیا بات ہے۔ پر بھابھی بہت زیادہ پریشان رہنے لگی ہیں۔ اکثر ان کی اور خالا کی تو تو۔۔۔ میں میں ہونے لگی ہے۔"

"وہ کیوں۔۔۔ نانی۔۔۔ نے اب کون سا نیا شوشہ چھوڑا۔" حرمت نے میگزین سائیڈ میں رکھا۔

"بس وہ ہی عفان کی شادی مسئلہ کشمیر بن گئی ہے۔ وہ اب شازیہ کو برت رہی ہیں تو سارے عیب دکھائی دینے لگے ہیں۔" فہمیدہ نے پریشانی کا اظہار کیا۔

"چھوڑیں نا امی۔۔۔ وہ جانیں ان کی ہونے والی بہو

جانے' سانوں کی؟" حرمت نے بظاہر لاپروائی دکھائی۔ مگر اس کا رواں رواں کان بن کر سن رہا تھا۔ "ویسے مجھے یہ بیل منڈھے چڑھتی دکھائی نہیں دے رہی۔۔۔ عفان۔۔۔ ہر دم بے زار رہنے لگا ہے۔ شازیہ سے ایک لمحے کو نہیں بنتی ہے۔ بھائی صاحب الگ خفا ہیں۔" فہمیدہ کا انداز حتمی تھا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا۔۔۔" حرمت نے سرہلایا۔

"اسی لیے تو کہا تھا کہ انکار مت کرو۔ مگر تم بھی ضد میں آگئیں۔ بھائی۔۔۔ بھابھی میرے محسن ہیں۔ ان کے بیٹے کی زندگی تباہ ہوئی تو۔۔۔ میں اس کے لیے تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔" فہمیدہ کی بات کا لب لباب بیٹی کو موردالزام ٹھہراتا تھا۔ وہ غصہ کرتی ہوئی لیٹ گئیں۔

"اس میں۔۔۔ میرا کیا قصور ہے؟ ویسے بھی تائی اماں کو اپنے کیے کا کچھ تو خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔" وہ سوچ کر بولی۔

"بیٹی۔۔۔ ہمیں ہربات کا منفی پہلو نہیں دیکھنا چاہیے۔ میں بھابھی کی مزاج آشنا ہوں۔ وہ ماں کے کہنے میں آکر اور جوش میں اس وقت تو شازیہ کے لیے راضی ہو گئیں۔ مگر ان کے لیے ایسی باتیں برداشت کرنا تھوڑا مشکل کام ہے۔" فہمیدہ نے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

"میری۔۔۔ دی ہوئی قربانی کہیں ضائع نہ ہو جائے۔" ماں کی باتیں سن کر حرمت کے من میں کچھ غلط ہونے کا احساس جاگا۔

شازیہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی کھلکھلاتی ہوئی۔ "پاور پف گرل" دیکھ رہی تھی۔ اس کے سامنے چپس کے خالی پیکٹ' چاکلیٹ کے ریپر بکھرے ہوئے تھے۔ عفان جو آفس سے آیا تھا۔ وہیں صوفے پر لیٹ گیا۔ اس کے سر میں ٹریفک کے شور کی وجہ سے شدید درد اٹھا تھا۔ کچھ لمحے یوں ہی سرک گئے۔

"ابھی اگر۔۔۔ حرمت ہوتی تو بغیر کہے میرے لیے چائے اور سر درد کی گولی لے آتی۔" عفان نے دکھ سے آنکھیں میچ لیں۔ ان دونوں کا موازنہ کرنے پر اتر آیا۔ شازیہ کی نظریں اسکرین پر جمی تھیں۔ اس کی تکلیف کا رتی بھر احساس نہیں ہوا۔

"وہ۔۔۔ جیسی بھی سہی۔۔۔ پر میری ہر تکلیف کو بنا کہے جان جاتی ہے اور یہ جواب زندگی کی ساتھی بننے جارہی ہے۔ کتنی ناسمجھ بنی ہوئی ہے۔" عفان کا درد ایک دم بڑھ گیا۔ اچانک چائے کی خوشبو آس پاس پھیل گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو زرد لباس میں حرمت دکھائی دی۔ اس کی جانب دیکھے بغیر ٹیبل پر سر درد کی گولی کے ساتھ چائے رکھ دی۔ عفان کی تشکر بھری نگاہیں اس کی جانب اٹھیں' مگر وہ کچھ کہے بنا واپس لوٹ گئی۔ وہ سر اٹھا کر اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔ شازیہ نے ہونٹ چبائے۔

"وہ جاچکی ہے۔" شازیہ کے طنز پر وہ اسے گھورنے لگا۔ اس کے چہرے کے نقوش بگڑے ہوئے دکھائی دیے۔ عفان خاموشی سے چائے کی چسکیاں لینے لگا۔ ایک سرور سا وجود میں دوڑ گیا۔

"یہ شرٹ۔۔۔ کیسی لگ رہی ہے؟" شازیہ نیا سوٹ پہن کر اترا اترا کر خالا کو دکھا رہی تھی۔ عفان اس کے بناوٹی انداز پر کوفت میں مبتلا ہوا۔

"میری۔۔۔ بیٹی۔۔۔ بہت اچھی لگ رہی ہے۔" ناصرہ نے اس کی تعریف کی۔ احمری بیگم نے بھی چھالیہ پھانکتے ہوئے سرہلایا۔

"عفان آپ بتائیں۔۔۔ مجھ پہ یہ نیلا رنگ کھل رہا ہے نا؟" شازیہ نے تھوڑی دیر تو برداشت کیا' مگر جب وہ کچھ نہیں بولا تو خود ہی پوچھنے لگی۔

"مجھے نہیں پتا۔" عفان منہ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔۔۔ کچھ تو رائے دیں۔" شازیہ پیچھے ہی پڑ گئی۔

"یہ رنگ۔۔۔ مجھے زہر لگتا ہے۔" اس نے نروٹھے پن سے کہا اور باہر نکل گیا۔ شازیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا' وہ جانتی تھی کہ اسے شروع سے نیلا رنگ پسند ہے۔ مگر آج اس کا بیان ہی بدل گیا' وہ سوچنے لگی۔

باہر نکل کر عفان ماتھے پر انگلی پھیرتے ہوئے اپنے جذباتی پن پر شرمندگی محسوس کرنے لگا۔ یہ حقیقت

تھی کہ اسے ہمیشہ سے نیلا رنگ ٹھنڈک کا احساس بخشتا تھا۔ اس رنگ سے اسے نیلے پانیوں کی تراوٹ اور نیلے امبر کی نرماہٹ محسوس ہوتی تھی۔

چار دن قبل جب حرمت نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا تو وہ اسے دیکھتا رہ گیا اور آج وہ ہی رنگ شازیہ پر بالکل بھی اچھا نہیں لگا۔ وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ کوئی اس کو سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔ بس سب کو اپنی پڑی تھی۔

☼ ☼ ☼

"حرمت۔۔۔ آخر تم چاہتی کیا ہو؟" شازیہ نے غصے سے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑا۔ وہ آفس جانے کی تیاری میں مشغول تھی۔ فہمیدہ کچن کی طرف چلی گئیں۔ اچانک شازیہ ڈرامائی انداز میں اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"آپی۔۔۔ اب میں نے کیا کیا ہے؟" وہ شازیہ کے اچانک حملے پر گھبرا کر پوچھنے لگی۔

"تم نے عفان کے دل پر ایسے قبضہ جمایا ہوا ہے کہ وہاں میرے لیے کوئی جگہ ہی نہیں بن پا رہی ہے۔" شازیہ کا انداز شکست خوردہ سا تھا۔

"آپ کو اس بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" حرمت نے نگاہیں چرائیں اور جلدی سے بال بنانے لگی۔

"میں نے سب کر کے دیکھ لیا ہے۔ وہ میری جانب متوجہ ہوتا ہی نہیں۔ اس کی ہر پسند اپنائی۔ مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کی ہربات تم سے شروع ہو کر تم پر ہی ختم ہوتی ہے۔ کل مجھے کہتا ہے۔ مرد کی محبت حاصل کرنے کے لیے لڑکی کا صرف چمکتا حسن ہی کافی نہیں۔ اس کی روح بھی صاف و شفاف ہونی چاہیے۔ حرمت کی طرح۔" شازیہ ہسٹریائی انداز میں بولی تو حرمت کو اس پر ترس آیا۔

"آپی۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں چاہتی ہوں۔ جس سے آپ دونوں کے بیچ کوئی دوری پیدا ہو۔" وہ ایک دم افسردہ ہوئی۔

"اچھا۔۔۔ اگر تم واقعی سچ بول رہی ہو تو اس گھر سے۔۔۔ میری اور عفان کی زندگی سے کہیں دور چلی جاؤ۔" شازیہ نے سرگوشی کی اور حرمت جہاں کی تہاں رہ گئی۔

حرمت کا دل آفس میں بھی نہیں لگ رہا تھا۔ شازیہ کی باتوں نے اس کے اندر توڑ پھوڑ مچادی تھی۔ وہ ان دونوں کی زندگی سے تو دور چلی گئی تھی' مگر اب اس گھر کو چھوڑ کر کہاں جاتی۔ اس نے بال پین کو اٹھا کر میز پر مارنا شروع کر دیا۔ کمرے میں آواز گونجنے لگی۔ ایک دم پین اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرا۔ وہ اٹھانے کے لیے جھکی تو اس کی نگاہیں دو چمکتے کالے جوتوں سے ٹکرائیں۔ وہ ہڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔ سامنے باسط علی کا مسکراتا چہرہ تھا جو کسی کام سے اس کے کیبن میں آئے تھے۔

"وہ۔۔۔ سر۔۔۔ سو۔۔۔ سوری۔۔۔" حرمت ایک دم شرمندہ سی ہو گئی۔

"خیر تو ہے۔۔۔ ہم نے تو آپ کو دل میں جگہ دینی چاہی اور آپ ہیں کہ قدموں میں بیٹھی جارہی ہیں۔" وہ شرارتی انداز میں بولا۔

"سر مجھ سے کوئی کام تھا۔" اس کے حواس درست ہو چکے تھے۔ اب متانت سے گویا ہوئی۔

"جی۔۔۔ مہتاب ٹریڈرز کی فائل جلدی سے مکمل کر کے سائن کروائیں۔ مجھے آج ایک میٹنگ کے لیے باہر جانا ہے۔" باسط علی نے اس کے انداز پر پیشہ ورانہ سنجیدگی اختیار کی۔

"اوکے سر۔۔۔ ابھی لاتی ہوں۔" وہ مستعد ہو کر بولی۔

"ویسے میری دل والی آفر برقرار ہے۔" باسط علی جاتے ہوئے مڑ کر واپس آئے اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولے۔ وہ کنفیوز سی انہیں تکتی رہی۔

"شازیہ کے خدشات۔ دور کرنے کے لیے اگر میں سر سے شادی کرلوں۔ اتنے پیسے والے ہیں۔ امی کو بھی اپنے ساتھ ہی رکھ لوں گی۔" حرمت کے دماغ میں

جھکا کے ہوئے۔ اس نے کمرے سے باہر جاتے ہوئے باسط علی جاتا دیکھ کر اس نے دل ہی دل میں منصوبہ بندی کی۔

☼ ☼ ☼

"سر۔ کب آئے؟" حرمت نے گھبرا کر ٹیبل پر اپنا بیگ رکھا اور آفس کلرک شہزاد سے سوال کیا۔

"جی۔ مس۔ آدھا گھنٹہ ہوا ہے۔ آپ کو دوبار پوچھ چکے ہیں۔" شہزاد نے کمپیوٹر سے نگاہ اٹھائے بغیر بتایا۔

"مجھے۔ آج سر سے شادی کی فائنل بات کر لینی چاہیے؟" حرمت نے اپنے بالوں کو سنوارا اور اتھل پتھل سانسوں کو درست کرتے ہوئے قدم بڑھائے۔

"یس۔ کم۔ ان" اس کی دستک پر انتہائی مہذب لہجے میں اجازت دی گئی۔

"سر۔ وہ۔ گھر میں ایک مسئلہ چل رہا تھا۔ اس لیے کچھ دیر ہو گئی۔" حرمت نے بن مانگے دیر سے آمد کی صفائی دینی چاہی۔

"مس۔ کوئی بات نہیں۔ ایسے بڑے شہروں میں یہ سب ہوتا رہتا ہے۔" باسط علی کا شیریں لہجہ اس کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ بلیک سوٹ پر آسمانی ٹائی باندھے وہ بہت خوبرو لگ رہا تھا۔

"سر مجھے ایک بہت ضروری بات کرنی تھی۔" حرمت نے تیزی سے مدعا بیان کیا۔

"بات بھی ہو جائے گی۔ پہلے۔ ان سے ملئے۔ یہ کل ہی امریکہ سے آئی ہیں۔ میری کزن۔ سمیطہ۔" باسط علی نے ہنستے ہوئے اشارہ کیا تو اسے احساس ہوا کہ کمرے میں ان دونوں کے علاوہ بھی ایک ذی روح موجود ہے۔

"ہیلو۔ میم۔" حرمت جو بات کرنا چاہتی تھی۔ اس کے لیے تنہائی درکار تھی۔ وہ چپ ہو کر سمیطہ کا بغور جائزہ لینے لگی۔ وہ ٹراؤزر پر اونچی شرٹ پہنے۔ گوری گردن پر اسکارف نما دوپٹا لپیٹے۔ سبک نقوش کے ساتھ غیر معمولی حسن کی مالک تھی۔ اس کے۔ کھلے ہوئے بال اڑ اڑ کر گالوں کو چھو رہے تھے۔ اس کا چہرہ کسی خاص جذبے سے تمتما رہا تھا۔

"یو۔۔۔ چیٹر۔ صرف کزن؟" سمیطہ نے بڑے استحقاق سے اس کو وارننگ دی تو وہ بڑی دلکشی سے ہنستا چلا گیا۔ حرمت کے اندر کسی انہونی کا احساس جاگا۔

"مس حرمت۔ اگر میں نے مزید تعارف نہیں کروایا تو یہ مجھے چھوڑے گی نہیں۔ دراصل۔ یہ میری فیانسی بھی ہے۔" باسط خان نے سمیطہ کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔ حرمت کا چہرہ ایک دم سپید پڑ گیا۔ سمیطہ نے اسے گہری نگاہوں سے دیکھا پھر معنی خیز مسکراہٹ لبوں پر سجائے باسط کی جانب متوجہ ہوئی۔

"سمیطہ۔ آپ کو کیسی لگی۔" حرمت کو بت بنا دیکھ کر وہ بھی تھوڑا گھبرا گیا۔

"میم۔ بہت۔ اچھی ہیں۔" حرمت نے اخلاقی تقاضے نبھائے۔

"مس حرمت۔ یہ کچھ رپورٹ بنانی ہیں۔ پلیز ان کو شہزاد کو چیک کر کے دے دیں۔ اور عبدل سے کہہ کر دو کپ اچھی سی کافی اندر بھیج دیں۔" باسط نے اب اس کو منظر سے ہٹانے میں ہی عافیت جانی۔

"او کے سر۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر چل دی۔ جیسے ہی دروازے سے باہر نکلی فائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ وہ جھک کر کاغذات سمیٹنے لگی تو کانوں میں اپنا نام پڑا۔ کاغذات سمیٹتے ہاتھ لمحہ بھر کو ٹھہر گئے۔

☼ ☼ ☼

"تو۔۔۔ میری غیر موجودگی میں یہ مزے اڑائے جا رہے ہیں۔ کیا نام ہے تمہاری سیکریٹری کا۔۔۔ حرمت؟" سمیطہ نے مذاق اڑایا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ بے چاری غریب سی لڑکی ہے۔ اپنے تایا کے در پر پڑی ہے۔ میں نے ترس کھا کر رکھ لیا ہے۔" باسط کا انداز صفائی دینے والا تھا۔

"ویسے اتنی بھی گئی گزری۔ جتنا تم بتا رہے ہو"

سمیطہ کا لہجہ تلخ ہوا۔

"ممی۔ کیا مصیبت ہے۔ یہ تمہاری شک کی بری عادت کب ختم ہوگی۔ کہاں وہ۔ اور کہاں تم۔" باسط نے زچ ہو کر کہا۔ حرمت کانپی۔ "ویسے۔ شکل کی بڑی پیاری ہے۔" سمیطہ کی آواز نے اسے چونکایا۔

"ہاں۔۔۔ یہ تو ہے۔۔۔ نگاہیں۔۔۔ بڑی قاتل ہیں۔۔۔ ہم نے تو رام کرنے کی کوشش کی، مگر لڑکی اسٹرونگ نکلی۔" باسط نے سمیطہ کا موڈ ٹھیک ہوتا دیکھا تو ایک ٹھٹا لگایا۔

"سو فلرٹ۔" وہ باسط دیکھتے ہوئے ہنس کر بولی۔

"ایک نمبر کا فراڈی۔۔۔ دھوکے باز۔۔۔ اور ڈھونگی انسان ہے۔" حرمت کا دل ایک دم خراب ہونے لگا۔ وہ اسے کیا سمجھتی تھی اور وہ کیا نکلا۔ وہ سرہلاتی ہوئی اٹھی فائل ہاتھوں میں دبائے، واپس پلٹ گئی۔

"میں ہر اس جگہ پر کیوں پہنچ جاتی ہوں جہاں میرا ذکر بد ہو رہا ہوتا ہے۔" حرمت کو خود سے نفرت محسوس ہوئی۔

"یا اللہ۔۔۔ یہ وہ ہی باسط ہے۔۔۔ جو مجھ سے شادی کرنے کے لیے مچل رہا تھا۔ شکر ہے کہ میں اس کے جال میں نہ آئی۔" حرمت نے اپنی پندار نسوانیت کے ثابت رہ جانے پر شکر ادا کیا۔

اس کی چکراتے سر کے ساتھ اپنی سیٹ پر واپس ہوئی۔ کچھ سوچ کر انگلیاں کی بورڈ پر چلنے لگی اور حرمت نے جلدی جلدی اپنا استعفٰی ٹائپ کیا۔

چلچلاتی دھوپ اس کا مزاج پوچھ رہی تھی۔ گلی سنسان ہو رہی تھی، مگر وہ یوں تیز تیز چل رہی تھی۔ جیسے اس کے پیچھے کوئی بھوت لگ گیا ہو۔ مڑ کر دیکھنے کی بھی روادار نہ تھی۔ ایسے ہی جیسے کوئی مڑ کر دیکھے اور جادو کے زور سے پتھر کا بنا دیا جائے۔ اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔ باسط علی کے الفاظ اس کے کانوں میں ابھی تک گونج رہے تھے۔ اس نے بے اختیار ہو کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ وہ بڑا سا کالا گیٹ جو آج تک اسے جیل خانے کا دروازہ دکھائی دیتا تھا۔ ایک دم جائے اماں بن گیا۔ حرمت نے دروازے کے دائیں طرف لگی کال بیل پر ایک دم ہاتھ رکھ دیا اور جب تک نہ ہٹایا، جب تک دروازہ کھلا نہیں۔

☆ ☆ ☆

"شازیہ نے خود ہی یہ منگنی توڑ دی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ عفان۔۔۔ کبھی بھی۔۔۔ حرمت کے خیالوں سے باہر نہیں آئے گا۔ وہ ساری زندگی حرمت اور شازیہ کا موازنہ کرتا رہے گا۔ ایسی زبردستی کی محبت کرنے کا کیا فائدہ۔ یہ شادی زیادہ دن چل نہیں پائے گی۔۔۔ تو خود پر ایک دھبا لگانے سے کیا فائدہ۔" فہمیدہ نے گھر میں گھستے ہی دبے دبے جوش سے بیٹی کو یہ خبر دی۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو بہت برا ہوا۔۔۔ تائی اماں کا کیا حال ہے؟" حرمت نے ماں کو کریدا اور سینڈل اتار کر پاؤں پھیلائے۔

"تو۔۔۔ ناصرہ نے تو سکون کا سانس لیا۔۔۔ وہ اب خود بھانجی کو بہو بنانے کے لیے تیار نہیں تھی۔ شازیہ نے انہیں منگنی کے بعد اتنا تنگ کیا کہ وہ کانوں کو ہاتھ لگا بیٹھیں۔ انہیں بیٹے کا مستقبل مسائل کے انبار تلے دبا دکھائی دیا تو سر پر آئی بلا کے ٹل جانے پر خوش ہوئیں۔" فہمیدہ نے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"اچھا۔۔۔ اور تائی؟" حرمت نے سر تکیہ سے ٹکایا۔

"وہ کیا بولتیں۔۔۔ چور سی ہو گئیں۔۔۔ ناصرہ نے تو بہن کو بھی، بہت سنایا کہ شازیہ نے ہم سب کا تماشا بنا کر رکھ دیا۔ اگر شادی نہیں کرنی تھی تو بلاوجہ کا کھڑاک کیوں پھیلایا؟" فہمیدہ نے جوش میں جٹھانی کے لہجے کی نقل کر کے بیٹی کے سامنے پورا سین کھینچا۔

"چلیں سب کچھ یوں ہی ہونا تھا۔" حرمت نے ماں کو دیکھ کر کہا۔

"اچھا۔۔۔ ایک بات تحمل سے سننا۔" وہ کچھ ہچکچا کر بولیں۔

"کیا۔۔۔ ابھی کچھ اور بھی رہ گیا ہے سنانے کو؟" وہ ہنسی۔

"میرے پاس زویا کا فون آیا تھا۔۔۔ وہ بھی اس منگنی کے ٹوٹنے پر بہت خوشی کا اظہار کر رہی تھی۔ اس نے ایک بار پھر تمہیں سمجھانے کے لیے کہا ہے۔ وہ کہتی ہے ہمارے گھر کو حرمت جیسی لڑکی کی ضرورت ہے۔" فہمیدہ نے بیٹی کی طرف امید بھری نگاہ ڈالی۔

"امی۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں ایک بار منع کر چکی ہوں۔۔۔ پھر دوبارہ وہ ہی بات۔۔۔" حرمت نے بے زاریت دکھائی۔

"بیٹا۔۔۔ اب تو ناصرہ بھی میرے پاؤں جوڑ رہی ہیں۔" فہمیدہ نے لجاجت سے کہا۔

"کیا مطلب ہے۔۔۔ میں کوئی چابی کی گڑیا ہوں۔۔۔ اب شازیہ، عفان سے شادی کرنے کو تیار نہیں تو۔۔۔ تائی اماں میرا رشتہ طے کرنے پر تل گئیں۔۔۔ آپ بھول گئیں۔۔۔ یہ تائی اماں ہی تھیں ناجنہوں نے سب کی نظروں میں اچھا بننے کے لیے مجھے گندا کردیا۔ عفان کو تو مجھ سے شادی کی اجازت دے دی۔ مگر اکیلے میں یہاں آکر اس رشتے سے انکار کرنے کا کہا۔" حرمت نے ماں کی بات پر حیران ہو کر پوچھا۔

"بیٹا مجھے سب یاد ہے۔ کچھ بھی نہیں بھولی۔" فہمیدہ نے ٹھنڈی سانس بھری۔

وہ رات ان کی نگاہوں میں پھر گئی۔ جب ناصرہ نے اکیلے میں آکر حرمت سے درخواست کی تھی کہ جب تیمور علی بھتیجی سے عفان کے رشتے کے لیے اس کی مرضی پتا کریں تو وہ صاف انکار کر دے۔

پوری رات۔۔۔ حرمت گھٹ گھٹ کر روئی۔ وہ بیٹی کے دل کی بات جانتی تھی۔ عفان اور حرمت شروع سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے۔ مگر احمدی بیگم کی وجہ سے جٹھانی نے یہ سفاک قدم اٹھایا۔

فہمیدہ نے بھی اس وقت خود غرض بن کر بیٹی کو یہ ہی مشورہ دیا تھا کہ وہ تایا کو انکار نہ کرے۔ ناصرہ شوہر کے آگے کچھ نہیں کہ پائیں گی۔ مگر حرمت کو زبردستی ان کی بہو بننے کا وبال اپنی جان پر لینا ہی نہیں تھا۔ اس نے تایا کو یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ وہ ابھی شادی نہیں کرے گی۔ پہلے اپنے پاؤں پر کھڑی ہوگی۔ اس کے بعد شادی کا سوچے گی، جس کے لیے اسے ابھی پانچ چھ سال درکار ہیں۔ اس بات پر تیمور علی نے کئی ہفتے بھتیجی سے بات چیت بند رکھی۔ فہمیدہ کو بھی بیٹی پر اسی بات کا غصہ تھا۔ عفان الگ منہ پھلائے پھرتا۔ حرمت نے اتنا مشکل وقت، بڑے صبر و تحمل سے گزارا۔ جس کے پیچھے ناصرہ کا ہاتھ تھا۔

"امی۔۔۔ پلیز۔۔۔ اب کی باری۔۔۔ آپ تائی اماں کو خود جا کر انکار کردیں۔" حرمت نے ماں کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تو ان کے خیالوں کی مالا ٹوٹ گئی۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" فہمیدہ نے اس کے ہسٹریائی انداز پر پچکارا۔

"میری بیٹی کی عزت نفس کو شدید دھچکا پہنچا ہے۔ اسے تھوڑا ٹائم دینا پڑے گا۔" فہمیدہ اس کی دلی کیفیت کو سمجھ رہی تھیں۔

"بیٹا۔۔۔ کل سے رمضان شروع ہیں۔ تمہارے آفس کا کیا ٹائم ہوگا؟" فہمیدہ نے اس کا ذہن بٹانے کو پوچھا۔

"امی۔۔۔ میں نے وہاں ریزائن کردیا ہے۔ کل سے آفس نہیں جاؤں گی۔" حرمت نے جلدی سے کہا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔ وہ ماں کے کسی سوال جواب کا سامنا کرنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ فہمیدہ منہ کھولے بیٹی کو گھورتی رہیں۔

☆ ☆ ☆

رمضان المبارک کا تیسرا عشرہ شروع ہو چکا تھا۔ ہر ایک عبادتوں میں مشغول ہو کر اس ماہ مبارک کی رحمتوں سے فیض یاب ہونا چاہ رہا تھا۔ حرمت بھی روزہ کھولنے کے بعد ٹیرس پر چلی آئی۔ پہلے نماز پڑھی اور اس کے بعد سستی سے وہاں بچھی تایا ابا کی آرام دہ کرسی پر بیٹھی گئی چاروں جانب اداسی ہی اداسی تھی۔ ایک سکوت سا چھایا ہوا تھا۔ اس کے دل پر گو اداسی کی ایک دبیز تہ جمی جا رہی تھی۔ تائی اماں کو نیچا دکھانے کے لیے ایک بار خود سے شادی کے لیے منع کر کے بھی وہ خوش نہیں رہ سکی۔ اس نے ٹھنڈی آہ بھر کر آنکھیں

موندیں تو عفان کا چہرہ نگاہوں میں پھر گیا۔ وہ آج کل گھر سے غائب ہی رہنے لگا تھا۔ ان دونوں کا سامنا سحری یا افطاری کے وقت ہی ہوتا۔ منگنی ٹوٹنے کے بعد شازیہ نے بھی یہاں آنا جانا چھوڑ دیا تھا۔ احمدی بیگم بھی روزہ کھولنے کے بعد خاموشی سے اپنے کمرے میں پڑی رہتیں۔ ایک بات خلاف توقع یہ ہوئی کہ ان کا رویہ حرمت کے ساتھ پہلے سے اچھا ہو گیا تھا۔

"توبہ... میرے مالک... زندگی کتنی... بے درد اور بوجھل ہو گئی ہے۔" حرمت اندر کی خاموشی سے گھبرا کر با آواز بلند بولی۔

"زندگی کو بدلا جا سکتا ہے... خوشیاں ہاتھ پھیلائے... تمہاری منتظر ہیں... بس ایک بار ہاں کہہ دو... میں اب بھی صرف تمہارا ہوں۔" عفان کا گمبھیر لہجہ کانوں میں ٹکرایا تو اس کا دل دھڑکا "فوراً" آنکھیں کھول دیں۔ وہ سامنے کھڑا اسے بڑی پیاسی نگاہوں سے تک رہا تھا۔

"آپ کب آئے؟" حرمت "فوراً" سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"اس وقت... جب آپ ہمارے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔" عفان نے شرارت سے کہا اور سر سے ٹوپی اتاری، وہ شاید تراویح پڑھ کر آیا تھا۔ آسمانی کرتے پاجامے میں بہت اچھا لگ رہا تھا۔

"منہ دھو رکھیے۔" حرمت کے اندر کی شرارتی لڑکی بیدار ہوئی۔

"منہ کیا ہم نے تو مکمل وضو کیا ہوا ہے۔" وہ بھی شرارت سے بولا۔

"ایک بات مان جاؤ... اب سارے گلے شکوے دل سے نکال کر صرف میری بن جاؤ۔" وہ اس کی گہری آنکھوں میں جھانک کر مسکرایا۔ اسے چچی کے ذریعے ماں اور نانی کی ساری باتیں پتا چل چکی تھیں۔ وہ اب حرمت کو حق بجانب سمجھتا تھا۔

"عفان... میرے لیے اپنی بے عزتی بھلانا بہت مشکل ہے۔" حرمت نے کہہ تو دیا مگر عفان کی آنکھوں میں امید و بیم کے دیے بجھتے دیکھ کر افسوس ہونے لگا۔ ان سارے حالات میں اسے عفان کی استقامت پر فخر محسوس ہوتا۔

"او کے... محبت رہے نہ رہے... تمہاری انا سلامت رہے۔" عفان غصے سے دیوار پر مکا مارتے ہوئے بولا اور پاؤں پٹختا وہاں سے چلا گیا۔ حرمت سر تھام کر رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

"کیا... میں اتنی بری ہوں کہ میری وجہ سے یہ ہنستا کھیلتا گھرانہ اداسی کی لپیٹ میں آ گیا۔ غیروں سے دھوکا کھانے سے بہتر نہیں کہ اپنوں کی سچائی پر ایمان لے آیا جائے۔" حرمت نے کھڑکی سے جھانک کر ماں کو اداس دیکھا اور اپنا محاسبہ کیا۔

کل عید تھی۔ مگر ہمیشہ کی طرح گھر کے ماحول سے شوخی و شرارت مفقود تھی۔ ناصرہ کے منگائے گئے بادام پستے ویسے کہ ویسے ہی میز پر سوکھے پڑے تھے۔ انہوں نے بھگوئے بھی نہیں تھے۔ ہر سال شہاب احمد کی فرمائش پر وہ بڑے اہتمام سے دودھ اور میوے والی سویاں پکاتی تھیں۔ مگر اس بار کام کو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ فہمیدہ نے بھی ابھی تک چھولے نہیں چڑھائے تھا... نہ ہی ماش کی دال بھگوئی تھی۔ سب کو عید والے دن ان کے ہاتھوں کی بنی چاٹ کھانی ہوتی تھی۔ عفان جو چاند رات کو گھس گھس کر تیمور علی اور اپنے کرتے شلوار کو استری کرنے میں مصروف رہتا۔ اب کمرے میں لیٹا اداس غزلیں سن رہا تھا۔ تیمور علی، خاموشی سے صوفے پر سر نیہواڑے بیٹھے تھے۔ ٹی وی بند، نہ چاند دکھائی دینے کا شور، نہ بار بار چائے کی فرمائش۔ احمدی بیگم کے سروتے اور زبان کی کترنی، دونوں خاموش تھیں۔ وہ بھی تخت پر خاموش بیٹھی... خلاؤں میں گھور رہی تھیں۔

"سب نے پرانی بلیک اینڈ وائٹ فلموں والا ماحول بنا کر رکھ دیا ہے۔" حرمت سے یہ نظارہ ہضم نہ ہوا تو اس کی کھی کھی شروع ہو گئی جو بند ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ سب چونک اٹھے۔ فہمیدہ کے

چہرے پر ایک دم روشنی پھیل گئی۔ حرمت کو اچھی طرح سے جانتی تھیں۔ خوشی خوشی بستر چھوڑا اور جٹھانی کے کمرے کی جانب لپکیں۔

"امی سنبھل کر کہیں گر نہ جائیں۔" وہ ابھی اتنا ہی بول پائی تھی کہ فہمیدہ جٹھانی کے دروازے کے آگے لم لیٹ ہو گئیں۔

"توبہ... کیسی کالی زبان لڑکی ہے... اپنی اماں کو بھی نہ چھوڑا۔" احمدی بیگم نے سر اونچا کیا اور مسکرا کر بولیں... مگر اس بار ان کے لہجے میں حرمت کے لیے بے زاریت کی جگہ شفقت تھی۔ وہ جان گئی تھیں کہ قسمت سے لڑنا انسان کے بس کی بات نہیں... حرمت نے مسکرا کر نانی کو دیکھا اور ماں کو اٹھانے دوڑی۔

"ارے... زوئی... شکر کرو... بن باس ختم ہوا... حرمت مان گئی۔" عفان نے دوڑ کر بہن کو فون ملایا جو... بھائی کی شادی رک جانے کی وجہ... اپنی سیٹ کینسل کرانے والی تھی۔

"بھئی... واہ... عید تو... اب منائی جائے گی۔" ہر ایک کے دل کی ایک ہی صدا تھی۔

"ایک منٹ... میرے ساتھ اندر چلو۔" عفان نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ کھینچا۔ احمدی بیگم نے مسکرا کر نگاہیں چرائیں۔ ناصرہ اور فہمیدہ جلدی جلدی مہمانوں کی لسٹ بنانے میں لگ گئیں۔ تیمور علی فون گود میں رکھ کر جانے کن کن لوگوں سے معاملات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

"یہ دیکھو... تمہاری عیدی کا نیا سوٹ... اور باقی لوازمات... ممی کافی دن پہلے خرید کر لائی تھیں... مگر محترمہ کے مزاج ہی ٹھکانے نہیں آ رہے تھے۔ اس لیے میں نے دینے سے منع کر دیا تھا۔" عفان نے مسکرا کر "ایمرجنسی عیدی" کے کپڑے اسے پکڑائے۔ وہ سارے کام فاسٹ اینڈ فارورڈ انداز میں ہوتا دیکھ کر پھر سے ہنسنے لگی۔

"میرے دل کو یقین تھا، تم مان جاؤ گی۔ اسی لیے عیدی کی تیاری مکمل کر رکھی تھی۔ اب صبح تم نے میری پسند کا یہ نیلا سوٹ پہننا ہے۔" عفان نے اس کے ہاتھ میں ایک بہت خوب صورت اور اسٹائلش سوٹ تھمایا، تو وہ مسرور ہو گئی۔ ایمرجنسی عیدی وصولنے پہ... خوشیوں کے سارے رنگ اس کے گرد بکھرتے چلے گئے۔

☼ ☼